لڑکیوں کے لیے انمول تحفہ

موتیوں کا ہار

حصہ اوّل

افضل حسینؒ

ایم۔اے۔ایل۔ٹی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیاری بیٹیوں سے

پیاری بیٹیو! تم نے رنگ رنگ کے ہار دیکھے ہوں گے۔ روپہلے بھی، سنہرے بھی، جڑاؤ اور سادے بھی، چھوٹے اور بڑے بھی اور اصلی اور نقلی بھی۔ اُن کی چمک دمک اور خوبصورتی دیکھ کر شاید تمھارا بھی جی چاہتا ہوگا کہ ایسا ہی ایک عمدہ ہار تمھارے پاس بھی ہوتا ہے۔

مگر سوچو تو یہ ہار بس ایسے ہیں کہ کچھ ہی دنوں میں اُن کی چمک دمک جاتی رہتی ہے۔ اِن کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ اِن میں سے اکثر کھوٹے نکل جاتے ہیں۔ ان کے ٹوٹ پھوٹ جانے، گم ہو جانے یا چوری چلے جانے کا بھی ڈر لگا رہتا ہے۔

میں نے تمھارے لیے ایسا خوب صورت ہار تیار کیا ہے، جس کے سارے موتی سچے اور قیمتی ہیں۔ اس ہار کی چمک دمک ہمیشہ باقی رہے گی۔ تم اس سے اپنے آپ کو آراستہ کرو۔ یہ تمھیں سب کی آنکھوں کا تارا بنا دے گا اور آخرت میں بھی تمھارے کام آئے گا۔ اللہ تمھیں مبارک کرے۔

تمہارا خیر خواہ
افضل حسین

(۱)

عورتوں میں سب سے اچھی خاتون

اللہ کا شکر ہے، اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا۔ پیارے نبیؐ نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔ ورنہ ہم بھٹکتے پھرتے اور آخرت میں حساب کتاب کے دن بڑی شرمندگی ہوتی۔

پیارے نبیؐ بچپن ہی سے بہت نیک، سچے اور امانت دار تھے۔ لوگ آپ کو ''صادق'' اور ''امین'' کہتے تھے۔ جب بڑے ہوئے تو آپؐ کی ایمان داری کا بڑا شہرہ ہوا۔

مکے میں ایک بہت ہی مال دار خاتون تھیں۔ ان کا نام تھا خدیجہؓ۔ وہ بہت ہی اچھی بی بی تھیں۔ سب ان کو ''طاہرہ'' کہتے تھے۔ بی بی خدیجہؓ بیوہ تھیں۔ ان کے میاں مر گئے تھے۔ وہ اپنی دولت تجارت میں لگانا چاہتی تھیں، مگر کوئی ایسا ایمان دار آدمی نہیں مل سکا تھا، جس سے وہ تجارت کراتیں۔ جب انھوں نے پیارے نبیؐ کی ایمان داری کا حال سنا تو آپؐ سے تجارت میں مدد چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا مال لے کر دور دور تجارت کے لیے گئے۔ بڑا نفع ہوا۔ واپس آ کر پائی پائی چکا دی۔ آپؐ کی

ایمان داری دیکھ کر بی بی خدیجہؓ بہت خوش ہوئیں۔ آپؐ کو نکاح کا پیغام دیا اور شادی کر کے خوش خوش رہنے لگیں۔

جب آپؐ چالیس سال کے ہوئے تو اللہ نے آپ کو نبیؐ بنایا۔ پیارے نبیؐ نے بی بی خدیجہؓ سے جب ذکر کیا تو وہ فوراً ایمان لے آئیں۔ پیارے نبیؐ اپنی ذمے داری کا خیال کر کے کبھی کبھی پریشانی محسوس کرتے تھے۔ بی بی خدیجہؓ ہر طرح آپؐ کو ڈھارس بندھاتی تھیں۔

دین کی بنیاد جمانے میں بی بی خدیجہؓ نے تن من دھن سے حضورؐ کی مدد کی۔ رفتہ رفتہ ساری دولت اسی کام پر لگادی۔ اگر آپ نہ ہوتیں تو اللہ کا دین قائم کرنے میں پیارے نبیؐ کو اور زیادہ زحمت اٹھانی پڑتی۔ اسی لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ سے بے حد محبت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

"اس امت کی عورتوں میں سب سے بہتر بی بی خدیجہؓ ہیں۔"

۱۔ اللہ نے پیارے نبیؐ کو کس لیے بھیجا تھا؟

۲۔ بی بی خدیجہؓ کون تھیں؟

۳۔ انھوں نے حضورؐ کی کس طرح مدد کی؟

۴۔ اس امت کی عورتوں میں وہ سب سے اچھی کیوں مانی جاتی ہیں؟

(۲)

اللہ سے محبت

اللہ تعالیٰ بڑے رحمٰن ورحیم ہیں۔ اپنے بندوں سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔ ہمارے لیے طرح طرح کی نعمتیں پیدا کیں۔ ہر آن رحمتوں کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ پیدا ہوتے ہی ہمارے لیے ماں کی چھاتیوں سے دودھ کی نہر جاری کی۔ سب کے دلوں میں ہماری محبت ڈالی۔ ہمارے ماں باپ کو توفیق دی کہ دُکھ جھیل کر ہمیں پالیں اور پروان چڑھائیں۔ جب اللہ تعالیٰ ہم سے اتنی زیادہ محبت رکھتے ہیں، تو ہم بھی کیوں نہ اُن سے جی جان سے محبت کریں۔ اسی لیے تو نیک بیٹیاں سب سے بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتی ہیں اور کبھی ایسا کام نہیں کرتیں، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں۔

بہت دنوں کی بات ہے، اللہ کی ایک نیک بندی بی بی مریمؑ گزری ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کی امی جان تھیں۔ بی بی مریمؑ کے ماں باپ نے بیٹی کو اللہ کی راہ میں دے دیا تھا۔ وہ اپنی بستی کی سب سے بڑی مسجد میں رہتی

تھیں۔ بچپن ہی سے ان کو اللہ سے بے حد محبت تھی۔ ہر وقت ان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف لگا رہتا تھا۔ وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی یا نماز پڑھتی رہتی تھیں۔ اللہ نے ان کی اس دلی محبت کو قبول کیا۔ ان کو ہر برائی سے پاک رکھا۔ حضرت عیسیٰؑ جیسا بیٹا دیا جو بہت ہی مقبول نبی گزرے ہیں۔ بی بی مریمؑ کو اللہ نے اپنی محبت کے بدلے اتنا بڑا درجہ دیا کہ وہ پچھلی اُمتوں میں سب سے بہتر عورت مانی جاتی ہیں۔

حضرت مریمؑ کے علاوہ بھی اللہ کی بے شمار نیک بندیاں ایسی گزری ہیں جو اللہ سے بے حد محبت رکھتی تھیں۔ اسی طرح کی ایک نیک بندی بی بی رابعہؒ تھیں۔ وہ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ رات بھر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی تھیں۔ ایک بار رات بھر عبادت کی۔ سحر کے وقت کسی نے کہا کہ ایسے مہربان اللہ تعالیٰ کا ہم کیوں کر شکر ادا کریں، جس نے ہمیں رات بھر عبادت کا موقع دیا۔ انھوں نے فرمایا: ''میں نے اِسی کے لیے آج دن کا روزہ رکھا۔

حضرت رابعہؒ جب اللہ کی یاد میں لگ جاتیں تو چاہے کوئی آ جائے، اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیتیں۔ ان کو اللہ پر بے حد بھروسا تھا۔ ایک دفعہ وہ بیمار پڑیں۔ ایک شخص بہت سا روپیہ لایا اور انھیں دینا چاہا۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اس نے حسن نام کے ایک بزرگ سے سفارش

کرائی تو انھوں نے فرمایا:

"اے حسن! جو اللہ اپنے دشمنوں کو روزی دیتا ہے، کیا وہ محبت کرنے والوں کو روزی نہ دے گا؟ میں یہ مال کیوں لوں، نہ جانے حلال ہے یا حرام"

۱- اللہ نے ہم پر کیا احسانات کیے ہیں؟
۲- ان کے بدلے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
۳- بی بی رابعہؒ کو ایک آدمی روپیہ دینے کیوں گیا تھا؟
۴- آپ نے روپیہ لینے سے کیوں انکار کردیا۔

(۳)

باپ سے محبّت

بی بی فاطمہؓ کو کون نہیں جانتا۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی اور اپنی چاروں بہنوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔

بی بی فاطمہؓ بہت ہی اچھی اور نیک بیٹی تھیں۔ رنگ روپ، بول چال، ہر چیز میں پیارے نبیؐ سے ملتی جلتی تھیں۔ اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیاری تھیں۔ اپنے ابّا جان سے ان کو بے حد محبت تھی۔ آپؐ کو دُکھی دیکھتیں تو بے چین ہو جاتیں۔

ایک دن کی بات ہے۔ پیارے نبیؐ کعبے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل حضورؐ کا بہت بڑا دشمن تھا۔ وہ ہمیشہ آپؐ کے پیچھے پڑا رہتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے اونٹ کی اوجھ منگوائی اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اس نے وہ اوجھ حضور کی گردن پر ڈلوادی۔ اوجھ کے بوجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر نہ اٹھا سکے۔ غلاظت کی وجہ سے آپؐ کے کپڑے بھی گندے ہو گئے۔

بی بی فاطمہؓ ابھی بچی تھیں۔ خبر ملی تو دوڑی ہوئی آئیں۔ ابا جانؐ کو اس حال میں دیکھ کر اُنھیں بہت دُکھ ہوا۔ کافروں کو بہت بُرا بھلا کہا۔ جلدی سے اُوجھ ہٹائی۔ پھر غلاظت صاف کرنے لگیں۔ وہ روتی جاتی تھیں اور غلاظت دھوتی جاتی تھیں۔ بڑی محنت سے غلاظت صاف کی۔

اسی طرح ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے۔ بی بی فاطمہؓ دروازے پر کھڑی ابّا جان کا انتظار کر رہی تھیں، دیکھا تو رونے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب پوچھا۔ بولیں:

"آپ کا حال دیکھا نہیں جاتا۔ بدن تھکن سے چُور ہے۔ لباس اور کپڑے گرد سے اَٹے ہوئے ہیں۔ اس حالت پر کلیجا پھٹا جاتا ہے۔"

حضورؐ نے تسلی دی۔ فرمایا: "بیٹی روؤ نہیں، اللہ نے تمھارے باپ کو دین کے پھیلانے پر لگایا ہے، جسے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلنا ہے۔ محل اور جھونپڑی ہر جگہ کے رہنے والے اللہ کے اس دین میں داخل ہوں گے۔"

حضورؐ کی بات سن کر خاموش ہو گئیں۔

بی بی فاطمہؓ کو حضورؐ سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ جب حضورؐ نے فرمایا کہ اب میں دنیا کو چھوڑنے والا ہوں، تو رونے لگیں۔ لیکن جب آپؐ نے یہ پیشن گوئی فرمائی: 'میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم ہی

مجھ سے ملو گی۔' تو خوش ہو کر ہنسنے لگیں۔

پیارے نبیؐ کی وفات کا ان کو بے حد صدمہ ہوا۔ ہر وقت غمگین رہنے لگیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی نے ان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا اور اِسی حال میں چھ ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ حضورؐ سے جا ملیں۔

۱۔ بی بی فاطمہؓ کون تھیں؟

۲۔ ابو جہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

۳۔ بی بی فاطمہؓ نے حضورؐ کی کس طرح خدمت کی؟

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اُن پر کیا اثر ہوا؟

(۴)

ادب

''باادب بانصیب'' بے ادب بے نصیب۔'' یہ بات بالکل صحیح ہے۔ جو بیٹیاں اس حقیقت کو جانتی ہیں وہ اپنے بڑوں کا بہت ادب کرتی ہیں۔ اُن کے سامنے کھل کھلا کر ہنستی نہیں۔ چیخ کر بات نہیں کرتیں۔ اٹھنے بیٹھنے میں تمیز وسلیقہ کا لحاظ رکھتی ہیں۔ زبان سے کبھی کوئی کچی بات نہیں نکالتیں۔ کسی چیز کے لیے ضد نہیں کرتیں۔ بڑوں کو آتا دیکھتی ہیں تو ادب سے کھڑی ہوجاتی ہیں۔ تمیز سے دوپٹا اوڑھے رہتی ہیں۔ خود سلام کرتی ہیں۔ بیٹھنے کو مناسب جگہ دیتی ہیں۔ پیارے نبیؐ اور ان کی چہیتی بیٹی بی بی فاطمہؓ تو اپنے بزرگوں کا بڑا ادب کرتی تھیں۔

ایک دفعہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اتفاق سے آپؐ کے دودھ ابا آ گئے۔ آپؐ بڑے تپاک سے ملے اور بیٹھنے کے لیے چادر کا ایک حصہ بچھا دیا۔ پھر دودھ امّاں آگئیں۔ آپؐ اُن سے بھی اسی طرح تپاک سے ملے اور بیٹھنے کے لیے چادر کا دوسرا حصہ بچھا دیا۔ آخر میں دودھ

بھائی آ گئے۔ آپؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور انھیں اپنے سامنے بٹھایا۔

بی بی فاطمہؓ اپنے ابّا جان کے سامنے بڑے ادب سے رہتی تھیں۔ آپؐ جب بی بی فاطمہ سے ملنے جاتے تو بہت ادب سے کھڑی ہو جاتیں اور ابا جان کو اپنی جگہ بٹھا دیا کرتیں۔ اسی لیے تو ابّا جان آپ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔

---

(۵)

ایمان داری

حضرت عمرؓ ایک عظیم خلیفہ گزرے ہیں۔ اُنھیں اپنی ذمے داری کا بے حد خیال رہتا تھا۔ دن بھر تو رعایا کی بھلائی اور بہتری کی فکر میں لگے ہی رہتے تھے، رات کو بھی اکثر گشت پر نکل جاتے اور گھوم پھر کر پتا لگاتے کہ رعایا کس حال میں ہے۔

ایک رات حضرت عمرؓ گشت پر نکلے۔ ایک مکان کے قریب پہنچے۔ اندر سے کچھ آوازیں آرہی تھیں۔ وہ وہیں ٹھہر گئے اور کان لگا کر سننے لگے۔ ماں بیٹی آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

ماں: بیٹی ذرا اٹھو اور دودھ میں پانی ملا دو۔

بیٹی: نہیں امّاں! یہ بے ایمانی مجھ سے نہ ہوگی۔ آپ نے سنا نہیں ہے، خلفیہ نے منادی کرادی ہے کہ دودھ میں پانی ملا کر مت بیچو۔

ماں: بیٹی تم نادان بنتی ہو۔ منادی کرانے سے کیا ہوتا ہے؟ کیا خلیفہ دیکھ رہا ہے؟

بیٹی: خلیفہ نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا امّی ! اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہے ہیں۔
مجھ سے یہ بے ایمانی ہر گز نہ ہوگی۔

حضرت عمرؓ نے ان کی باتیں سنیں۔ لڑکی کے جواب سے بہت خوش ہوئے۔ مکان کا پتا نشان یاد کر کے گھر لوٹ آئے۔

دوسرے دن ماں اور بیٹی دونوں کو طلب کیا۔ رات کی بات چیت کی تصدیق کرائی، پھر اپنے صاحب زادے عاصم سے اس لڑکی کا نکاح کرا دیا۔ اس طرح ایک دودھ بیچنے والے کی لڑکی کو اس کی ایمان داری کا اللہ نے یہ بدلہ دیا کہ وہ حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ کی بہو بنی اور پھر آگے چل کر اللہ نے اس بی بی کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا نواسہ عطا کیا۔ جن کی کوششوں سے سلطنت کا اتنا بہترین انتظام ہوا کہ حضرت عمرؓ کی یاد تازہ ہوگئی۔ اللہ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔

۱۔ ماں اور بیٹی میں کیا بات چیت ہوئی؟
۲۔ بیٹی کو ایمان داری کا کیا پھل ملا؟
۳۔ حضرت عمرؓ رات میں گشت کیوں کرتے تھے؟

(۶)

جرأت

محمود غزنوی ایک بہت مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ وہ بڑا بہادر اور ہمت والا بادشاہ تھا۔ اس نے بہت سے ملک فتح کر کے اپنی سلطنت کافی وسیع کر لی تھی۔ ہمارے ملک پر بھی اس نے سترہ حملے کیے تھے اور زبردست مقابلہ ہونے کے باوجود ہمیشہ میدان اسی کے ہاتھ رہا۔

ایک بار محمود کے دربار میں ایک بڑھیا آئی۔ بڑھیا کا بیٹا ایک قافلے کے ساتھ کہیں تجارت کے لیے جا رہا تھا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے اس کا مال لوٹ لیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ بڑھیا نے بادشاہ کو اس واقعے کی اطلاع دی اور کہا کہ آپ ڈاکوؤں کو سزا دیں اور آیندہ ایسا انتظام کریں کہ ڈاکو مسافروں پر ہاتھ نہ ڈال سکیں۔

بادشاہ نے بڑھیا کی بات غور سے سنی اور بولا:

”بی بی! آپ جس جگہ کا ذکر کر رہی ہیں، وہ تو یہاں سے بہت دور ہے۔ آپ خود غور کریں، بھلا میں اتنی دور کا کیا بندوبست کر سکتا ہوں۔“

بادشاہ کا جواب سن کر بڑھیا کو تاؤ آ گیا۔ بولی: ”جب تم ان جگہوں کا انتظام نہیں کر سکتے، تو تم نے انھیں فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کیوں کیا؟“

بڑھیا کی بات معقول تھی۔ بادشاہ بہت شرمندہ ہوا۔ یہ وہی بادشاہ ہے جس کی بہادری کی وجہ سے بڑے بڑے راجا اس کا نام سن کر کانپ جاتے تھے۔ مگر بڑھیا نے جو ڈانٹا تو وہ بھیگی بلّی بن گیا۔ اس نے بڑھیا کے نقصان کا معاوضہ دیا اور ڈاکوؤں کا پتا لگا کر سزا دینے کا وعدہ کیا۔

اس کے بعد حفاظت کے لیے ہر قافلے کے ساتھ ایک فوجی دستہ بھیجنے لگا، جس سے اس کی سلطنت میں لوٹ مار بند ہو گئی۔

۱۔ محمود غزنوی کون تھا؟

۲۔ بڑھیا سے اس کی کیا بات چیت ہوئی؟

۳۔ بادشاہ پر اس کا کیا اثر ہوا؟

۴۔ اس نے حفاظت کا کیا بندوبست کیا؟

(۷)

اپنا کام آپ

پیارے نبیؐ کی سب سے چہیتی بیٹی بی بی فاطمہؓ کا مختصر حال تم پڑھ چکی ہو۔ ان کی امّی جان بی بی خدیجہؓ کو بھی جانتی ہو، وہ مکے کی بہت ہی مال دار خاتون تھیں۔ پھر بھی بی بی فاطمہؓ گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ چکی خود پیستی تھیں۔ یہاں تک کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ روزانہ بڑی دور سے مشک میں پانی لاتی تھیں، جس کی وجہ سے سینہ نیلا پڑ گیا تھا۔ گھر میں جھاڑو دینے اور کھانا پکانے کی وجہ سے کپڑے گرد میں اَٹ جاتے تھے اور جگہ جگہ سیاہ دھبّے پڑ جاتے تھے۔ آٹا گوندھنا بچوں کی دیکھ بھال کرنا، غرض اتنے کام تھے کہ تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا۔

اسی حال میں بہت دن گزر گئے۔ اتفاق سے ایک بار کسی غزوے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے لونڈی غلام ملے۔ حضرت علیؓ نے سمجھا بجھا کر اُن کو حضورؐ کے پاس بھیجا۔ تاکہ اپنی مدد کے لیے کوئی لونڈی مانگ لائیں۔ بی بی فاطمہؓ جانے کو تو چلی گئیں، مگر وہاں کچھ لوگ موجود تھے۔ اس لیے مارے شرم کے کچھ کہا نہیں، واپس چلی آئیں۔ بعد میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور جب بی بی فاطمہؓ کے آنے کی غرض معلوم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: "یہ لونڈی غلام تو ان غریب مسلمانوں کا حق ہیں، جن کے لیے رات کے کھانے کا بھی ٹھکانا نہیں۔ لو میں تمھیں ان سے بھی بہتر چیز دیتا ہوں۔ سنو! تمام دن ختم کر کے جب بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ بی بی فاطمہؓ نے ہمیشہ اس پر عمل کیا۔ اس تسبیح سے انھیں سکون بھی ملتا تھا اور ساری تھکن بھی دور ہو جاتی تھی۔ اسی لیے اس تسبیح کو تسبیحِ فاطمہؓ کہتے ہیں۔

۱۔ بی بی فاطمہؓ کون تھیں؟

۲۔ وہ گھر کا کیا کام کرتی ہیں؟

۳۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں کیوں گئی تھیں؟

۴۔ حضور نے انھیں کیا سمجھایا؟

۶۔ اس تسبیح کے پڑھنے سے کیا فائدے پہنچتے ہیں؟

(۸)

غریبوں کی مدد

شاہ کرمانیؒ ایک اللہ والے بزرگ گزرے ہیں۔ وہ پہلے ایک سلطنت کے مالک تھے۔ رفتہ رفتہ ان کا دل دنیا سے اُچاٹ ہوگیا۔ بادشاہی چھوڑ کر فقیری لے لی اور سارا وقت اللہ کی عبادت میں گزارنے لگے۔ ان کو اللہ پر بے حد بھروسا تھا۔ جو کچھ پاس ہوتا، غریبوں اور محتاجوں پر خرچ کر دیتے اور آیندہ کے لیے اللہ پر بھروسا رکھتے۔

شاہ کرمانیؒ کی ایک بیٹی تھی۔ وہ بھی بہت نیک اور غریبوں کا خیال رکھنے والی تھی۔ لڑکی جب بڑی ہوئی تو اس کے رشتے کی بات چیت ہونے لگی۔ جگہ جگہ سے پیغام آئے۔ ایک بادشاہ نے بھی پیغام دیا۔ مگر شاہ کرمانیؒ نے سارے پیغام رد کر دیے اور بیٹی کا نکاح ایک غریب لڑکے سے کر دیا، جو بہت ہی نیک اور نماز روزے کا پابند تھا۔

بیٹی رخصت ہو کر میاں کے گھر پہنچی۔ وہاں دیکھا کہ رات کی بچی ہوئی روٹی رکھی ہے۔ پوچھا: ''یہ کیا ہے؟''

میاں: یہ رات کی بچی ہوئی روٹی ہے۔ میں نے یہ سوچ کر اسے رکھ

چھوڑا ہے کہ کل یہ ہمارے کام آجائے گی۔"

بیوی: "تب تو اس گھر میں میری گزر بسر مشکل ہے" (بیوی اُٹھ کر جانے لگتی ہیں)

میاں: "میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ ایک شہزادی بھلا مجھ جیسے غریب آدمی کے گھر کیسے رہ سکتی ہے۔"

بیوی: "نہیں یہ بات نہیں ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ آپ کشادہ دل ہوں گے۔ غریبوں اور بے کسوں کا خیال رکھتے ہوں گے۔ مگر یہاں تو معاملہ بالکل الٹا پایا۔"

میاں: "یہ کیسے؟ میں کچھ سمجھا نہیں۔"

بیوی: "یہ جو بچی ہوئی روٹی رکھ چھوڑی ہے، یہ بھی نہ سوچا کہ آج رات نہ جانے کتنے لولے لنگڑے غریب مسکین آدھے پیٹ یا بھوکے سوئے ہوں گے۔ اگر یہ روٹی ان غریبوں میں سے کسی کے حلق کے نیچے اتر جاتی تو کتنا ثواب ہوتا اور اللہ تعالیٰ خوش ہو کر کل اور دیتے آپ کو ان دکھیوں کی تو فکر ہوئی نہیں اور اپنے لیے فاضل بچا کر رکھ لی۔ ایسے شخص کے ساتھ بھلا کس طرح نبھ سکتی ہے!"

بیوی کی باتیں سن کر میاں بہت شرمندہ ہوئے اور روٹی لے جا کر فقیر کو دے آئے۔

---

(۹)

یادرکھنے کی باتیں

۱۔ اللہ ایک ہے۔ اس نے سب کو پیدا کیا۔ وہی سب کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اس لیے وہی سب کا مالک اور حاکم ہے۔ سب کو اس کا حکم ماننا چاہیے۔ سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ بڑے مہربان ہیں۔ ہم کو طرح طرح کی نعمتیں دیتے ہیں۔ ہمیں اچھے اچھے ماں باپ دیے ہیں۔ سب کے دل میں ہماری محبت ڈالی ہے۔ ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ہمیں اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی بتانے کے لیے نبی بھیجے۔ نبی اپنے ساتھ کتابیں لائے۔ ان کتابوں میں زندگی گزارنے کا سیدھا اور سچا طریقہ ہوتا تھا۔ سب سے آخر میں اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ کے بعد اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ آپؐ کے ذریعے اللہ نے قرآنِ پاک بھیجا۔ ہمیں

آپؐ کی پیروی کرنی چاہیے ہمیں قرآن پاک کے حکموں پر چلنا چاہیے۔

۴۔ ایک دن سارے انسان مر جائیں گے۔ ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ سب کو دوبارہ زندہ کریں گے۔ سب سے حساب لیں گے۔ نیکی کرنے والوں کو انعام دیں گے۔ بُرے لوگوں کو سخت سزا دیں گے۔ ہمیں اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ نیکی کر کے اس کا انعام لینا چاہیے۔

۵۔ ماں باپ ہم سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ ہمارے آرام کے لیے طرح طرح کا دُکھ جھیلتے ہیں۔ کھلاتے پلاتے اور پڑھاتے لکھاتے ہیں۔ ہمیں ان کا ادب کرنا چاہیے۔ ہمیں ان کی خدمت کرنی چاہیے۔

۶۔ اللہ کے بہت سے بندے بندیاں غریب و محتاج ہیں۔ ان کے پاس کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کو کچھ نہیں۔ ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیے۔ اپنے کھانے، کپڑے میں سے انھیں بھی حصہ دینا چاہیے۔ ان کی مدد کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور نیکی کرنے والوں کو جنت دیتے ہیں۔